افغانستان کی موجودہ صورتِ حال نے پورے عالم اسلام کو ایک شدید کرب اور بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے جس سے کوئی بالغ نظر مسلمان اغماض نہیں کر سکتا۔ اپریل ۱۹۷۸ء میں جب نور محمد ترکی نے صدر داؤد خان کو فوجی طاقت کے ذریعہ برطرف کر کے اپنی حکومت قائم کی تھی تو اس وقت افغانستان کے معاملات میں سوویٹ یونین کی دلچسپی اور مداخلتِ بیجا کا چہرہ زیرِ نقاب تھا۔ لیکن ستمبر ۱۹۷۹ء میں حفیظ اللہ امین نے نور محمد ترکی کا تختہ بھی اُلٹ دیا اور خود اقتدار پر قابض ہو گیا۔ ۲۸ دسمبر کو داؤد خان اور نور محمد ترکی کی طرح امین بھی مع اپنے قریبی عزیزوں اور ساتھیوں کے قتل کر دیا گیا اور ببرک کرمل نے حکومت سنبھالی، لیکن اب سوویٹ یونین کا چہرہ پوری طرح بے نقاب ہو گیا۔ اس نے گورنمنٹ اور ملک کی امداد کے نام سے ایک فوج گراں مع ٹینکوں اور اسلحہ جنگ کے کابل میں اتار دی اور شہر کے تمام اہم مقامات کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ اس پر مزید طرہ یہ ہے کہ موثق اطلاعات کے مطابق خود افغانستان کی فوجیں اپنی بیرکوں میں واپس کر دی گئی ہیں، افغانستان میں روس کی اس فوجی مداخلت نے دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے، مسلمان حکومتوں کے علاوہ امریکہ۔ برطانیہ، فرانس، جرمنی اور چینی وغیرہ نے اس پر سخت احتجاج کیا ہے اور امنِ عالم کے لئے ایک شدید خطرہ قرار دیا ہے۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت جبکہ ایران امریکہ کے ساتھ اُلجھا ہوا ہے، اس کے ہمسایہ ملک میں روس کی بڑے پیمانہ پر فوجی مداخلت اور وہ بھی حکومت کی درخواست پر عالم اسلام کے لئے خصوصًا نہایت بھیانک اور دور رس نتائج کا سبب بن سکتی ہے اور افغانستان کا حشر وہی ہو سکتا ہے جو زیکوسلاویکا اور پولینڈ کا ہوا۔ لیکن یہ بات بھی نظر انداز کرنے کی نہیں ہے کہ افغانستان کی کمیونسٹ پارٹی کافی متحرک اور فعال ہے اور روس کے یہ سب اقدامات روس کے ساتھ اس پارٹی کے ساز باز کا نتیجہ ہیں، اس بنا پر جمہوریت پسند طاقتوں کا عمومًا اور مسلمان حکومتوں کا خصوصًا فرض ہے کہ ان قبائلی مجاہدین کی عملی امداد کریں جو کمیونزم اور روسی مداخلت کا مقابلہ بڑی بے جگری اور بہادری سے کر رہے ہیں اور طاغوتی طاقتوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں، درحقیقت یہ مجاہدین اس وقت اسلام کی آبرو اور اس کی شرم ہیں، عالم اسلام کو ان کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔